

# عالی عدالت انصاف کا اسرائیل کے بطور قابض طاقت کے فرائض کے بارے میں فیصلہ

18 دسمبر 2024 کو، اقوام متحده کی جنرل اسمبلی (UNGA) نے قرارداد 232/79 کو اپنایا، جس میں عالی عدالت انصاف (ICJ) سے "اسرائیل کے اقوام متحده، دیگر بین الاقوامی تنظیموں، اور تیسرا مالک کی موجودگی اور سرگرمیوں کے حوالے سے، اور مقبوضہ فلسطینی علاقوں (OPT) سے متعلق اس کے فرائض" کے بارے میں مشاورتی رائے طلب لی گئی۔

22 اکتوبر 2025 کو، ICJ نے اپنی مشاورتی رائے جاری کی، جس میں اسرائیل کے قابض طاقت کے طور پر فرائض اور OPT میں انسانی ہمدردی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں ملوث اقوام متحده، دیگر بین الاقوامی تنظیموں، اور تیسرا مالک کے تینیں اس کی ذمہ داریوں کو منظم کرنے والے قانونی ڈھانچے پر بحث کی گئی۔

عدالت نے ICJ کے قانون کے آرٹیکل 65 اور اقوام متحده کے چارٹر کے آرٹیکل 96 کے تحت اپنے دائرة اختیار کی تصدیق کی، اور اس بات کی توثیق کی کہ جنرل اسمبلی اس کی رہنمائی مانگنے کی مجاز تھی۔ اس نے اعتراضات کو مسترد کر دیا کہ یہ درخواست سیاسی نوعیت کی تھی یا جنوبی افریقہ بمقابلہ اسرائیل (نسل کشی کے جراثم کی روک تھام اور سزا کے بارے میں کنونشن کا اطلاق) کے مقدمے میں عدالت کے زیر التوا مسائل سے متصادم تھی۔ درخواست کو مسترد کرنے کی کوئی "مضبوط وجہ" نہ پاتے ہوئے، عدالت نے زور دیا کہ یہ سوال قانونی نوعیت کا تھا اور مکمل طور پر اس کے مشاورتی کردار کے دائرة میں تھا۔

یہ بات زور دینا ضروری ہے کہ اس معاہلے میں ICJ کا مینڈیٹ تشریحی تھا، تفتیشی نہیں۔ عدالت کو اسرائیل کے اصل رویے کی تصدیق یا فیصلہ کرنے کا کام نہیں سونپا گیا تھا، بلکہ اسے بین الاقوامی قانون کے تحت اسرائیل کے قابض طاقت اور اقوام متحده کے رکن ملک کے طور پر قانونی فرائض کو واضح کرنے کی ذمہ داری دی گئی تھی۔ اگرچہ عدالت غزہ اور مغربی کنارے میں خلاف ورزیوں کے الزامات لگانے والی متعدد اقوام متحده اور میڈیا رپورٹر سے آگاہ تھی، لیکن اس نے ان حقوق کی آزادانہ طور پر جانچ یا فیصلہ نہیں کیا۔ یہاں پیش کی گئی اسرائیل کے اقدامات اور انسانی حالات کے بارے میں

سیاق و سبق کی معلومات مشاورتی رائے سے براہ راست حاصل نہیں کی گئی ہیں، بلکہ عوامی طور پر دستیاب اور اچھی طرح سے دستاویزی ذرائع سے لی گئی ہیں جو عدالت کے نتائج کی اہمیت اور سنجیدگی کو واضح کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

## اسرائیل ایک قابض طاقت ہے

ICJ نے تصدیق کی کہ اسرائیل غزہ کی پٹی اور مقبوضہ فلسطینی علاقوں کے دیگر حصوں میں 1907 کے ہیگ قوانین کے آرٹیکل 42 اور 1949 کی چوتھی جنیوا کنو نشن کے معنی میں قابض طاقت بنارہتا ہے، باوجود اس کے کہ 2005 میں نام نہاد "انخلاء" ہوا تھا۔ اگرچہ اسرائیل نے اس وقت غزہ سے اپنی مستقل فوجی موجودگی اور بستیوں کو واپس لے لیا تھا، عدالت نے نوٹ کیا کہ اسرائیل اب بھی سرحدوں، فضائی حدود، سمندری پانیوں، آبادی کے رجسٹر، اور ضروری بنیادی ڈھانچے پر موثر کنٹرول رکھتا ہے، اس طرح وہ اتحارٹی کی ڈگری کو برقرار رکھتا ہے جو بین الاقوامی قانون کے تحت قبضے کی تعریف کرتی ہے۔

عدالت نے واضح کیا کہ موثر کنٹرول، نہ کہ فوجیوں کی جسمانی تعیناتی، قبضے کی موجودگی کا تعین کرتی ہے۔ اس کے مطابق، اسرائیل قابض طاقت کے طور پر تمام قانونی فرائض کو برداشت کرتا ہے، بشمول شہریوں کی حفاظت کی ذمہ داری، عوامی نظم و نسق اور سلامتی کو یقینی بنانا، اور بین الاقوامی انسانی قانون اور انسانی حقوق کے قانون کے تحت مقبوضہ آبادی کی خود مختاری اور حقوق کا احترام۔

## سول آبادی کی فلاح و بہبود کے لیے ذمہ داری

چوتھی جنیوا کنو نشن کے آرٹیکل 55 اور 56 کے تحت، قابض طاقت کی بنیادی اور براہ راست ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لئڑوں کے تحت آبادی کے لیے خوراک کی فراہمی، طبی دیکھ بھال، اور عوامی صحت کو یقینی بنائے۔ یہ غیر مشروط ذمہ داریاں ہیں، جنہیں قابض کے خرچ پر پورا کیا جانا چاہیے۔

صرف اس صورت میں جب قابض طاقت حقیقتاً آبادی کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہو، وہ دوسرے ممالک یا غیر جانبدار انسانی تنظیموں سے امدادی کارروائیوں کو قبول اور سہولت فراہم کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود، آرٹیکل 59 اسے "تمام دستیاب ذرائع سے" ایسی کارروائیوں کو "منظور کرنے اور سہولت دینے" کا پابند کرتا ہے۔ امدادی کوششوں میں کسی

بھی رکاوٹ یا پابندی کنوشن کے منافی ہے اور، اگر یہ محرومی یا بھوک کا باعث بنتی ہے، تو بن الاقوامی رواجی قانون کے تحت سنگین خلاف ورزی اور جنگی جرم بن سکتی ہے۔

عدالت کا رائے ان فرائض کو تحریدی قانونی اصطلاحات میں بیان کرتا ہے: یہ غزہ میں اسرائیل کے رویے کا جائزہ نہیں لیتا۔ اس کے باوجود، اقوام متحده اور انسانی تنظیموں کی وسیع پورٹس نے خوراک، ایندھن، اور طبی سامان پر وسیع پابندیوں کی دستاویز کی ہے۔ یہ حالات ICJ کے بیان کردہ قانونی پابندیوں سے قریب سے مطابقت رکھتے ہیں۔

## بھوک اور اجتماعی سزا پر پابندی

ICJ نے تصدیق کی کہ جنگ کے طریقہ کار کے طور پر شہریوں کی بھوک 1977 کے اضافی پروٹوکول I کے آرٹیکل 54، چوتھی جنیوا کنوشن کے آرٹیکل 55-59، اور بن الاقوامی انسانی قانون کے رواجی قاعدہ 53 کے تحت مطلقاً منوع ہے۔ یہ پابندی ہر اس پالیسی یا عمل پر محیط ہے جو شہری آبادی کو خوراک، پانی، ایندھن، اور ادویات سمیت ان کی بقا کے لیے ناگزیر اشیاء سے محروم کرتی ہے۔

اگرچہ عدالت نے زمین پر رویے کے بتوؤں کا جائزہ نہیں لیا، اس نے واضح کیا کہ امداد کی جان بوجھ کر رکاوٹ یا ضروری سامان کی ہیرا پھیری بن الاقوامی قانون کے تحت سنگین خلاف ورزیوں اور جنگی جرائم کے متراff ہو سکتی ہے۔ اس لیے قانونی معیار واضح ہے، حالانکہ عدالت نے اسے خود حقائق پر آلا و نہیں کیا۔

اقوام متحده کے اداروں اور انسانی تنظیموں سے آزاد پورٹس اشارہ کرتی ہیں کہ غزہ پر عائد پابندیوں نے شدید بھوک اور طبی انهدام کو جنم دیا ہے۔ اگرچہ ان پورٹس کا عدالت نے جائزہ نہیں لیا، وہ اس قسم کی صورتحال کو واضح کرتی ہیں جس سے ICJ کا قانونی استدلال بر اہ راست تعلق رکھتا ہے۔ ایسی صورتحال جہاں ضروری اشیاء کی محرومی، اگر جان بوجھ کر ہو، تو جنگ کے طریقہ کار کے طور پر بھوک کا استعمال اور چوتھی جنیوا کنوشن کے آرٹیکل 33 کے تحت منوعہ اجتماعی سزا لی ایک شکل بن جاتی ہے۔

عدالت نے یہ بھی تصدیق کی کہ ایسی پابندیاں ناقابل تفسیخ ہیں۔ مسلح تصادم یا جائز سیکورٹی خدمات کی صورتحال میں بھی، ریاستیں سیکورٹی دلات کو جواز بنانے کے لیے استعمال نہیں کر سکتیں بن الاقوامی قانون کے لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں حسیے کے بھوک، اجتماعی سزا، اور خود ارادیت سے انکار کے منوعات۔ یہ فرائض مطلق اور پابند ہیں، فوجی یا سیاسی حالات سے قطع نظر۔

# اقوام متحده کے رکن ملک کے طور پر فرائض

اقوام متحده کے رکن ملک کے طور پر، اسرائیل اقوام متحده کے چار ٹرکے آرٹیکل 2(2) اور 2(5) کے تحت تنظیم کے ساتھ نیک نیتی سے تعاون کرنے کا پابند ہے، اور چار ٹرکے آرٹیکل 105 اور 1946 کی اقوام متحده کے استحقاق اور اسٹینسی کے کنوشن (CPIUN) کے تحت اقوام متحده، اس کے اداروں، اور عملے کے استحقاق اور اسٹینسی کا احترام کرنے کا پابند ہے۔ یہ تحفظات مسلح تصادم اور قبضے کے دوران بھی برقرار رہتی ہیں۔

ICJ نے تصدیق کی کہ اسرائیل کو اقوام متحده کے عملے، املاک، اور احاطوں کا احترام اور تحفظ کرنا چاہیے، اور خاص طور پر UNRWA جیسے انسانی امداد میں مصروف اقوام متحده کے اداروں کی سرگرمیوں کو اجازت دینا اور سہولت فراہم کرنا چاہیے۔ عدالت نے مخصوص واقعات کے بارے میں کوئی نتائج اخذ نہیں کیے، لیکن اس نے زور دیا کہ اقوام متحده کی سرگرمیوں میں مداخلت یا اس کے عملے پر حملہ بین الاقوامی انسانی قانون کی سنگین خلاف ورزیوں کو تشکیل دین گے۔

سیاق و سبق کے طور پر، اقوام متحده کے ذرائع رپورٹ کرتے ہیں کہ اکتوبر 2023 سے 2025 کے آخر تک 190 سے زائد اقوام متحده کے عملے۔ جن میں سے تقریباً سبھی UNRWA سے تھے۔ غزہ میں اسرائیلی فوجی کارروائیوں میں ہلاک ہوتے، جو 1945 کے بعد سے اقوام متحده کے عملے کے درمیان سب سے زیادہ ہلاکتوں کی تعداد ہے۔ اقوام متحده کے لمپیکس اور اسکول، جن کے کو آرڈینیٹس اسرائیلی حکام کو فراہم کیے گئے تھے، بار بار نشانہ بنے۔ اگرچہ ICJ نے ان حقائق کا جائزہ نہیں لیا، اس کی رائے ان قانونی ڈھانچوں کی وضاحت کرتی ہے جن کے تحت ایسی کارروائیوں کا جائزہ لیا جانا چاہیے۔

## اسرائیل فلسطینی عوام کی خود ارادیت میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا

عوام کے خود ارادیت کا حق بین الاقوامی قانون کی ایک لازمی اصول (jus cogens) اور اقوام متحده کے چار ٹرک نظام کا ایک ستون ہے۔ یہ اقوام متحده کے چار ٹرکے آرٹیکل 1(2) اور 55، ICCPR اور ICESCR کے آرٹیکل 1 میں منعکس ہے، اور اسے پوری بین الاقوامی برادری کے تین ایک erga omnes ذمہ داری کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اپنی 2025 کی مشاورتی رائے میں، عدالت نے فیصلہ دیا کہ اسرائیل فلسطینی عوام کے اس حق کے استعمال میں رکاوٹ نہیں ڈال سکتا، بشمول اقوام متحده یا ممالک کی سرگرمیوں میں رکاوٹ ڈالنے جوان کی فلاح و بہبود اور ترقی کو فروغ دیتے

ہیں۔ اسرائیلی ملکی قانون یا انتظامی کنٹرول کو OPT تک بڑھانا، عدالت نے پایا کہ ان ذمہ داریوں کے ساتھ غیر مطابقت رکھتا ہے اور فلسطینی خود مختاری کو روکتا ہے۔

ICJ نے اپنی 2024 کی مشاورتی رائے کو یاد کیا، جس نے مغربی کنارے میں اسرائیلی بستیوں کو غیر قانونی قرار دیا تھا اور اسرائیل سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ توسعہ بند کرے، موجودہ بستیوں کو خالی کرے، اور معاوضہ فراہم کرے۔ اگرچہ 2025 کی رائے نے بعد کے پیش رفت کا جائزہ نہیں لیا، عوامی ریکارڈ اشارہ کرتے ہیں کہ اسرائیل نے بستیوں کی توسعہ جاری رکھی، اور سیاسی رہنماؤں نے الحاق کی کھل کر وکالت کی۔ یہ مشاہدات، بیرونی رپورٹس سے اخذ کیے گئے، عدالت کے چھلے فیصلوں کی روشنی میں فلسطینی خود ارادیت کی مسلسل کتابوں کو سمجھنے کے لیے سیاق و سبق فراہم کرتے ہیں۔

## نتیجہ

عالمی عدالت انصاف کی 2025 کی مشاورتی رائے مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیل کی موجودگی کو منظم کرنے والی قانونی ذمہ داریوں کی ایک اہم دوبارہ تصدیق کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس نے اسرائیل کے قابض طاقت، اقوام متحده کے رکن ملک، اور بین الاقوامی قانونی نظام میں شریک کے طور پر فرائض کو واضح کیا، لیکن اس نے فیصلہ نہیں کیا۔ عدالت کا کردار قانون کی وضاحت کرنا تھا، نہ کہ شواہد کا جائزہ لینا یا قصور وار ٹھہرانا۔ یہ ایک امتیاز ہے جو عدالتی غیر جانبداری کو برقرار رکھتا ہے جبکہ بین الاقوامی اصولوں کی پابند تشریع پیش کرتا ہے۔

تائیم، یہ رائے ایک واضح قانونی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے جس کے تحت اسرائیل کے اقدامات دیگر مجاز اداروں کے ذریعہ جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ قائم کرتا ہے کہ:

- اسرائیل غزہ اور مغربی کنارے میں قابض طاقت بنارتا ہے؛
- اسے شہریوں کی فلاح و بہبود کی بنیادی ذمہ داری ہے؛
- اسے اقوام متحده کی سرگرمیوں کا احترام اور انسانی عملے کی حفاظت کرنی چاہیے؛
- فلسطینی خود ارادیت میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے؛ اور
- اسے بھوک، اجتماعی سزا، یا الحاق کے مترادف کسی بھی رویے سے گریز کرنا چاہیے۔

عدالت نے یہ بھی دہرا�ا کہ یہ فرائض مطلق اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ سیکورٹی کے تحفظات، خواہ کتنے ہی سنگین ہوں، بھوک، اجتماعی سزا، اور خود ارادیت سے انکار جیسے بین الاقوامی قانون کے لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں کو قانونی طور پر

نسوخ نہیں کر سکتے۔

ICJ کے نتائج اور غزہ اور مغربی کنارے میں حالات کے بارے میں بڑھتے ہوئے شواہد کی روشنی میں، اقوام متحده کی جزء اسیبلی کو اب عالمی فوجداری عدالت (ICC) سے اسرائیل کے رویے کا جائزہ لینے کی درخواست پر غور کرنا چاہیے، 2024 کے عبوری اقدامات، 2024 کی مشاورتی راتے، اور 2025 کی مشاورتی راتے کی روشنی میں۔ ایسی ایک پہلی انکشاف سے جوابدی کی طرف توجہ منتقل کرے گی، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ لازمی اصولوں کی خلاف ورزیوں کا عدالتی جائزہ لیا جائے۔

مزید برآں، جزء اسیبلی اس تفتیش کو اقوام متحده کے اداروں اور رکن ممالک کی اپنی ذمہ داریوں کو شامل کرنے کے لیے بڑھا سکتی ہے، یہ جائزہ لیتے ہوئے کہ آیا ان کے اقدامات—یا غیر عملی—اقوام متحده کے چارٹر اور بین الاقوامی قانون کے تقاضوں کے مطابق نیک نیتی اور تعاون کے معیارات پر پورا اترتے ہیں۔

ICJ کی فقہ اس طرح نہ صرف قانون کا بیان بلکہ اس کے نفاذ کا راستہ بھی فراہم کرتی ہے۔ ان فیصلوں کی پاسداری بین الاقوامی قانون کی سالمیت، اقوام متحده کی ساکھ، اور انصاف اور انسانیت کے عالمگیر اصولوں کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے جن پر دونوں استوار ہیں۔